رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

خانہ میر محمد اسحاق صاحب ناظر صاحب

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

البدر

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں سر فضل حسین صاحب کی بے وقت وفات

پنجاب کے سیاسی رہنماء نوع انسان کے دلی خیر خواہ مسلمانوں کے

سچے ہمدرد میاں سر فضل حسین صاحب کی بیوقت موت نے جسقدر شریف الطبع

لوگوں کو صدمہ پہنچایا ہے وہ ناقابل بیان ہے مسلمانوں کی بدقسمتی کا

یہ ایسا ثبوت ہے کہ جسکو ہر صحیح الدماغ انسان محسوس کرتا ہے اہل

پنجاب کو ایسا غمگسار اور ناصح مشفق ملنا ناممکن ہے۔

سر مرحوم جن خوبیوں کے مالک تھے ان کا

اظہار دشمن سے دشمن بھی کرتے ہیں۔ مرحوم جس

قدر مدبر تھے اس قدر صائب الرائے سیاسی

لیڈر اسوقت کوئی نظر نہیں آتا۔ ہمیں اس صدمہ میں جو

نہایت ہی گہرا ہے مرحوم کے لواحقین خصوصاً میاں

نسیم حسین صاحب پی سی ایس خلف رشید مرحوم سے دلی

ہمدردی ہے اور اس افسوس کی انتہاء نہیں کہ میاں صاحب

کی موت ہندوستان کیلئے عموماً اور مسلمانان پنجاب کیلئے

خصوصاً ایک نقصان عظیم اور قومی صدمہ ہے جس کا اندمال

خدا کے ہاتھ میں ہے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تمہیں مرنے والے میں!

لاہور میں ایک مبارک تقریب

۲۹ جون بروز سوموار ۸½ بجے شب کے جناب راجہ علی محمد صاحب افسر مال و نائب مہتمم بندوبست لاہور نے اپنے لڑکے عزیزم غالب احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے ختم قرآن کے موقعہ پر ایک دعوت دی۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ شہر کے دوسرے معززین کو بھی مدعو کیا گیا۔

کھانے کے بعد عزیزم غالب نے جس کی عمر سات سال کی ہے۔ قرآن مجید کے ایک رکوع کی تلاوت کی۔ اس کے بعد برادرم ملک فیض الرحمن گجراتی نے ایک نظم (جو اخبار میں دوسری جگہ درج ہے) پڑھی۔ جس میں یہ دعاء کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ عزیز مذکور کو قرآن مجید کے معانی اور مطالب سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطاء فرمائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اس چھوٹی سی عمر میں قرآن مجید کو ناظرہ پڑھنے کی توفیق دی ہے۔

نظم کے بعد خاکسار نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں اس تقریب کی غرض و غایت بیان کی۔ بعد ازاں شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی خواہش پر صوفی عبدالرحیم صاحب (محکمہ ریلوے) نے ایک پرجوش تقریر کی۔ جس کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب نے ایک مختصر سی تقریر میں بعض ان غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔ جو صوفی صاحب کی تقریر سے پیدا ہو سکتی تھیں۔ بعد ازاں یہ تقریب دعا پر ختم ہوئی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ عزیزم غالب احمد کی درازی عمر کیلئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ عزیز مذکور کو سلسلہ کیلئے مفید وجود بنائے آمین

(احقر۔ ملک عبدالرحمن خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی از گجرات)

غالب احمدؐ کی آمین

(از ملک عبدالرحمٰن خادمؔ - بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی گجراتی !!)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غالب احمدؐ کی آج آمین ہے
یہ گھڑی کتنی بہجت آگین ہے
اس کے الفاظ پڑھ لئے سارے
کر لئے ختم اس کے رب پارے

دوست چاروں طرف سے آتے ہیں
فرحت و انبساط لائے ہیں
اس پہ ہر آن تم عمل کرنا
اس کو پیشِ نظر سدا رکھنا

آسماں سے بھی ابر برسا ہے
رحمتِ حق کا ایک مژدہ ہے
قدر کرنا تم اس خزینے کی!
علم و حکمت کے اس دفینے کی

ہاں خدا کے کلام کا پڑھنا
اس کی تعلیم پر عمل کرنا
ہم تو دیتے ہیں یہہ دُعا تجھ کو
علم بھی اس کا دے خدا تجھ کو

ہے یہی اصل کیمیا پیارو
دل کے ہر درد کی دوا پیارو
اس کے اسرار تجھ پہ کھُل جائیں
دل کے سب داغ اس سے دُھل جائیں

کس قدر یہ پیارا ہے قرآں
چشمِ مسلم کا تارا ہے قرآں
علمِ قرآں ہو ہر گھڑی رہبر
فضلِ یزداں ہو ہر گھڑی یاور

ہے کلامِ خدائے بے ہمتا
ہے یہ پیغامِ دلبرِ یکتا
تجھ پہ سایہ ہو فضلِ باری کا
تو ہو ہمدرد خلق ساری کا

آئینۂ نگارِ لاثانی!
جلوۂ نورِ حسنِ یزدانی!
تیرا بن جائے خود خدا حامی
ہو عدو کو نصیب ناکامی

علم و عرفان کا خزینہ ہے
بارگاہِ خدا کا زینہ ہے
اے خدا اس کو بخش دولت بھی
عمر دے اس کو اور عزت بھی

علم و حکمت کا بحرِ بے پایاں
شفقتِ ربِّ کعبہ کا طوفاں
اس کو دُکھ درد سے جُدا رکھنا
اس کو خوش بخت ہی سدا رکھنا

بے بدل بے نظیر و عالی صفات
بے عدیل و بلند و بالا ذات
ہو نصیبِ بشیرؔ[1] بھی نعمت
اس سے چھوٹوں کو ہو عطا برکت

اس کا ہر حرف روح پرور ہے
عارفہؔ[2] کو بھی ہو عطاء عرفان
آصفہؔ[3] پر ہو فضلِ بے پایاں

اس میں ہر ایک خیر و برکت ہے
نصرتِ حق ہو شاملِ منصورؔ[4]
درد و دُکھ سے رہے منورؔ[5] دُور

خوبی ہر ایک اس کے اندر ہے
اِن پہ ماں باپ کا رہے سایہ
ابرِ رحمت سدا رہے چھایا

ہیں سوا اس کے سارے طبلِ تہی
اس کے اُستاد پر بھی ہو رحمت
ہو نصیر اُس کا ربِّ ذی عزت

جو چلا اس پہ ہے وہ پائندہ
حاضرین پر بھی فضلِ باری ہو
سب پہ رحمت کا کیف طاری ہو

آدمی کیسا؟ ایک مُضغہ ہے
تیرے خادم کی ہے دُعاء مولےٰ!
حق نے بخشا ہے یہ نگیں تجھ کو
تیری حاصل رہے رضاء مولےٰ!

غالب احمدؐ! ہے آفریں تجھ کو

---

[1] بشیر احمد سلمہ اللہ۔ عزیز مذکور کا بڑا بھائی [2] عزیز مذکور کی چھوٹی بہن [3] عزیز مذکور کا چھوٹا بھائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

غیر مبائعین کا نیا مسلک

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت ثابت ہو جانے کے بعد اس امر پر بحث کی ضرورت نہ تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین پر کیا فتویٰ ہے۔ کیونکہ جو فتویٰ پہلے انبیاء کے منکرین کے متعلق ہے۔ وہی فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کے لئے ہے۔ مگر واسطے ہر "دلعزیزی" کہ غیر مبائعین کے نزدیک آج وہ فتویٰ منکرین مسیح موعود کے لئے نہیں جو اختلاف سے قبل ان کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اُس وقت منکرین مسیح موعودؑ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک بھی "یہودی تھے"۔ مگر آج وہ "مسلمان" ہیں ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا!!

منکرین مسیح موعودؑ کے نزدیک بھی ان کے اپنے منظرہ مسیح موعود و مہدی معہود کے منکرین کے لئے بھی بالاتفاق یہی فتویٰ ہے۔ کہ وہ "کافر" ہونگے۔ اور ہمارے نزدیک بھی منکرین مسیح موعودؑ کے لئے یہی فتویٰ ہے۔ جس کی بنیاد قرآن مجید۔ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال اور افعال پر ہے۔ مگر غیر مبائعین ایک نئے مسلک پر گامزن ہوئے ہیں۔ کہ وہ "مسلمان" ہیں۔ اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے مولوی دوست محمد صاحب نے پیغام صلح میں مضمون لکھا ہے۔ جس کی حقیقت آج آپ کے سامنے رکھی جائے گی۔

مضمون نگار نے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے چند ایک دلائل پیش کئے ہیں۔

پہلی دلیل بالفاظ پیغام صلح بطریق سوال یہ ہے۔

"کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کلمہ کو ماننے والے چالیس کروڑ بلکہ ساٹھ کروڑ مسلمان جو محمد رسول اللہ صلعم کی تیرہ سو سال کی کمائی اور آپ کے فیضان کا نتیجہ ہیں۔ چند ہزار قادیانیوں (قادیانی چار لاکھ تو مسیح موعود کی زندگی میں تھے۔ اب چند ہزار کس طرح رہ گئے۔ محمدؐ شریف) کے سوائے سب کے سب کافر ہو گئے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ آج منسوخ ہے"۔ (پیغام ۲۶ر مئی ص۵)

غیر مبائعین کے لئے جواب

غیر مبائعین نے یہ سوال ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کی نقل میں کیا ہے۔ اس کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ جب انبیاء دنیا میں توحید کو قائم کرنے کے لئے آتے ہیں تو پھر انبیاء کا ماننا کس طرح جزو ایمان اور جزو حصول نجات ہو سکتا ہے۔ پس جو شخص توحید کا اقرار کرتا ہے۔ وہ نجات یافتہ ہے۔ اس کا جواب جو حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ انبیاء پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل ہے اگر کوئی شخص انبیاء پر ایمان نہیں لاتا۔ تو وہ درحقیقت اللہ پر ایمان نہیں لاتا۔ کیونکہ توحید بغیر انبیاء کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہی اس کے قائم کرنیوالے ہیں۔ یہی جواب اس اعتراض کا ہماری طرف سے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود محمد رسول اللہؐ کے اندر داخل ہے۔ پس جو آپ کا انکار کرتا ہے۔ وہ درحقیقت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی (خطبہ الہامیہ)

نیز فرمایا "میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں۔ نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں۔ جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے آنحضرت صلعم کی پیروی۔ محمد شریف) نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس رہی۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام" (ایک غلطی کا ازالہ)

پس غیر مبائعین کے لئے تو یہی ایک جواب کافی ہے۔ جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے لوگوں کو دیا ہے۔ ہاں اگر مبائعین اعلان کر دیں۔ کہ ہم ان تحریرات کو نہیں مانتے۔ تو پھر ان کی خدمت میں مزید جواب بھی پیش کر دیئے جائیں گے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب

دوسری دلیل مضمون نگار نے پیش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذاتی عقیدہ یہ تھا۔ کہ محض آپ کا انکار کفر نہیں۔ بلکہ آپ کی تکذیب اور تکفیر کفر ہے۔ اور اس (۱۲) سے حقیقۃ الوحی ص۱۲۱ سے کہ میں نے ان کو کافر نہیں ٹھہرایا بلکہ خود مجھے کافر کہکر کافر بن گئے ہیں۔ اور تریاق القلوب کی یہ عبارت درج کی ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" کیونکہ

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

حقیقۃ الوحی کی مندرجہ عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ صرف آپ کی تکذیب اور تکفیر کر کے ہی ایک شخص کافر بنتا ہے۔ صرف انکار سے نہیں بنتا کیونکہ آپ نے صرف اسی ایک قسم کو بار بار دہرایا ہے غلط ہے۔ کیونکہ ایک دعویٰ کے کئی دلائل ہوتے ہیں۔ اگر صرف ایک دلیل کا ہی ذکر کیا جائے۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ باقی دلائل غلط ہیں۔ ہاں بعض دفعہ ایک دلیل ہی کافی ہوا کرتی ہے۔ پس حضرت اقدسؑ نے یہاں صرف ایک ہی دلیل کا ذکر کیا ہے اور ان کے کافر ہونے کے وجوہات میں سے صرف ایک وجہ کو جو ہر ایک کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ ذکر کیا ہے۔ پس اگر آپ منکرین کے کافر ہونے کے متعلق صرف یہی ایک دلیل کافی سمجھتے ہیں۔ تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ لیکن غیر مبایعین کو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ یہاں سے اگر صرف مکفرین اور مکذبین کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو منکرین کے متعلق آپ کا یہ فتویٰ ہے

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے ہر ایک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ ..... علاوہ ازیں اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پس غیر مبایعین کا یہ کہنا کہ منکر اس فتویٰ سے مستثنےٰ ہیں۔ غلط ہے۔ بلکہ سب مکفر۔ مکذب اور منکر اس فتویٰ کے ماتحت ہیں۔

نوٹ۔ مولوی دوست محمدؐ صاحب لکھتے ہیں "یہ حقیقۃ الوحی کی تحریر ہے۔ اس حقیقۃ الوحی کی جس کو میاں محمود احمدؐ صاحب نے تمام کتب کی ناسخ قرار دیا ہے۔" (صفحہ) یہ ہے مصنف آئینہ احمدیت کی علمیت کی حقیقت۔ جن لوگوں کو جھوٹ بولنے کی اس قدر عادت ہو۔ ان کا علم اور عرفان معلوم۔ اگر مولوی دوست محمدؐ صاحب میں "تخم دیانت" ہو۔ تو وہ حضرت امیر المومنین کی ایسی تحریر شائع کریں۔ جس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ "حقیقۃ الوحی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔" ورنہ اگر مخلوق سے نہیں۔ تو کم از کم خالق سے تو ضرور شرم کریں۔

غیر مبایعین کا مایہ ناز حوالہ

اب ہم غیر مبایعین کے مایہ ناز حوالہ کو لیتے ہیں جو تریاق القلوب صفحہ ۱۳۱ سے پیش کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے دو نتیجے نکالے گئے ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت نہیں۔ بلکہ ملہم اور محدث ہونے کا دعویٰ ہے۔

(۲) آپ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں بنتا۔

نتیجہ نمبر ۱ بھی ہمارے مخالف نہیں۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف ملہم اور محدث ہیں (اگرچہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے اسی اصطلاح کا نام بتفہیم الٰہی نبوت رکھ دیا) تو باقی سب انبیاء بھی جو شریعت نہ لائے ملہم اور محدث ٹھیرتے ہیں۔ اور ان میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہاں صرف دو قسم کے افراد کا ذکر ہے۔ صاحب الشریعت۔ اور غیر صاحب الشریعت۔ صاحب شریعت افراد کا نام حضورؑ نے نبی رکھا ہے۔ اور غیر صاحب شریعت افراد کا نام ملہم اور محدث۔ تیسرے کسی گروہ کا ذکر ہی نہیں۔ پس یہاں سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت اقدسؑ محدث ہیں۔ تو باقی سب انبیاء بھی جو شریعت نہ لاتے تھے۔ محدث ٹھیرے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہ رہا۔ فہو المراد

نتیجہ نمبر ۲ کے متعلق صرف اسی قدر لکھنا کافی ہوگا۔ کہ اگر غیر مبایعین فی الواقعہ اسی عقیدہ پر قائم ہیں تو ان کو چاہیئے۔ کہ پیغام صلح میں اپنے اس عقیدہ کا اعلان کریں۔ کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے۔ کہ حضور کی تحریر تریاق القلوب

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میری دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔

ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادہ صدق و صواب سے دور سمجھتا ہوں۔" کے مطابق تمام منکرین مسیح موعود علیہ السلام **ضال** یعنی گمراہ **اور جادہ صدق و صواب سے دور ہیں۔**

اور پھر اس اعلان کے بعد منکرین مسیح موعودؑ کو بجائے غیر از جماعت لکھنے کے **ضال** اور جادہ صدق **و صواب** سے دور (جو ضالین اور مغضوب علیہم (سورۃ فاتحہ) کا ترجمہ ہے) لکھا کریں۔ ورنہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ کہ غیر مبایعین یا تو تقیہ پر عامل ہیں۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات پر ایمان نہیں رکھتے۔

حقیقۃ الوحی اور تریاق القلوب میں تضاد اور ان کا تطابق

ہر وہ شخص جو اردو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ ان ہر دو تحریروں میں تضاد ہے۔ تریاق القلوب ۱۹۰۰ء میں تو اپنے منکرین کو آپ نے ضال ٹھیرایا ہے۔ لیکن حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء میں اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اب اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا تو یہ کہا جائے کہ یہ تحریر اسی قسم کی ہے جیسے آپ نے تریاق القلوب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں مسیح سے افضل نہیں۔ اور پھر بعد میں فرمایا۔ کہ مسیح سے ہر شان میں بڑھ کر ہوں۔ یا ان کا آپس میں تطابق ظاہر کیا جائے سو ہر دو کا تطابق اس طرح پر کیا جا سکتا ہے کہ جیسا حضورؑ نے تریاق القلوب کے اسی حاشیہ میں اس کے ساتھ ہی تحریر فرمایا ہے "ہاں بدقسمت منکر جو ان مقربان الٰہی کا انکار کرتا ہے۔ وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دل ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نور ایمان اس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے ..... اور پھر آخر سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے ان کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے ..... پھر وہ (اللہ تعالیٰ) ایسے مفسد کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اور سب سے پہلے دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ مثل بلعم کی طرح حرف لفاظی اور زبانی قیل و قال اس کے پاس رہ جاتی ہے"۔

(تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳۱)

یعنی حضورؑ نے آخری درجہ اپنے انکار کا سلب ایمان بتلایا ہے۔ اور حضور کی زندگی میں ہی ۱۹۰۷ء میں منکرین مسیح موعودؑ نے اس درجہ کو حاصل کر لیا۔ چنانچہ حضورؑ نے حقیقۃ الوحی میں تحریر فرما دیا کہ اب ان سے ایمان سلب ہو گیا ہے اور یہ کافر ہو چکے ہیں۔ فلا اعتراض۔

تیسری دلیل اور اس کا جواب

تیسری دلیل یہ پیش کی گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہو گا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہو گا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں پڑے گا"۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حضورؑ پر افترا ہے کہ آپ نے اپنے منکرین کو کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ حضور نے فرمایا ہے۔ کہ یہ افتراء ہے۔

الجواب۔ ہمارا بھی یہی جواب ہے کہ یہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعودؑ پر افتراء اور الزام ہے حضورؑ نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا

(۱) کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہو۔

(۲) ایسے ملک کا رہنے والا ہو۔ جہاں ابھی آپؑ کی دعوت نہیں پہونچی۔

(۳) وہ کافر ہو گا اور دوزخ میں پڑے گا۔

بلکہ آپؑ نے تو یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے" (صفحہ ۱۶۳)

اور ہمارا بھی بالفاظ حضرت اقدسؑ یہی مذہب ہے کہ جس شخص کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت پہونچ چکی ہے اور اس نے آپؑ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ پس یہ غیر مبایعین کا ہمارے متعلق یہ کہنا کہ ہم ان تمام لوگوں کو جنہوں نے آپ کو قبول نہیں کیا۔ خواہ انہوں نے آپؑ کا نام بھی سنا ہو کافر کہتے ہیں۔ جھوٹ ہے الزام ہے۔ افتراء ہے۔ بلکہ ہمارا وہی مذہب ہے جو حضورؑ کے الفاظ میں اوپر گذر چکا۔

تعزیری کفر

غیر مبایعین اس حقیقت سے کب انکار کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ جس شخص کو میری دعوت پہنچ چکی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے" جس سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے منکر مسلمان نہیں۔ مگر مضمون نگار کو ..... اندھیرے میں دور کی سوجھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تعزیری کفر ہے۔ یعنی یہ تو صرف دھمکی ہے۔ اور یا اسی کفر سے صرف نفی کمال مراد ہے۔ مگر کیا کہنے اس تاویل کے۔ دھمکی دینے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس صرف یہی ایک لفظ کافر کا رہ گیا تھا۔ اور کوئی دھمکی دینے والے الفاظ آپ کے پاس نہ تھے۔ گویا نعوذ باللہ من ذالک شریعت اسلامیہ کے ساتھ آپ نے استہزاء کیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان لوگوں کے مقابل پر کافر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو آپ کے لئے کافر کا لفظ (نعوذ باللہ) استعمال کرتے تھے۔ پس اگر ان کی طرف سے بھی دھمکی تھی تو آپ کی طرف سے بھی دھمکی ہے۔ اور اگر ان کی طرف سے کوئی حقیقت مراد تھی۔ تو آپ کی طرف سے بھی وہی حقیقت ہی مراد ہے۔

رہا نفی کمال۔ تو یہ آپ کی خوش فہمی ہے الفاظ اس کے متحمل نہیں۔ کیا آپ آیت یا اھل الکتٰب لستم علیٰ شیءٍ حتّٰی تقیموا التوراۃ اور دیگر ایسی آیات کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہاں بھی نفی کمال مراد ہے؟

چوتھی دلیل اور اس کا جواب

چوتھی دلیل یہ پیش کی گئی ہے۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے دو قسم کا کفر قرار دیا ہے۔ اور آپ کا کفر قسم دوم میں شامل ہے۔ لہٰذا آپ کا منکر کافر نہیں۔ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حضورؑ نے صاف فرما دیا ہے۔

"کفر دو قسم پر ہے۔ (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے اور اس میں شک نہیں۔ کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہو گا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں۔ کہ ہم اس کی نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۱۲ (ص ۱۵)

عبارت بالا نہایت واضح اور محکم ہے۔ کسی مزید تشریح یا توضیح کی ضرورت نہیں رکھتی۔ پس غیر مبایعین کا یہ لکھنا۔ کہ کفر قسم ۲ صرف تعزیری اور نفی کمال کے لئے ہے بالکل غلط اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے صریح خلاف ہے۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا سطور کے ملاحظہ کے بعد آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہونگے کہ غیر مبایعین کا ہر قدم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم کے خلاف ہے۔ اور ان کی ہر تحریر آپ کی تحریر کے مخالف ہے۔ اور فی الواقعہ غیر مبایعین من ینقلب علےٰ عقبیہ کے مصداق ہو چکے ہیں

برادران کرام! ذرا غور فرمائیے۔ کہ مسیح موعود مہدی معہود ہو۔ خلیفۃ اللہ ہو پہلے مسیح کی شان سے بڑھ کر ہو۔ محمدؐ اور احمدؐ ہو۔ اگر اس کا منکر کافر نہ قرار پائے۔ تو کیا مومن قرار پائے ولی اللہ قرار پائے۔ متقی قرار پائے۔ اگر وہ منکر ہے تو اس کے لئے بجز کفر کے دوسرا کون سا لفظ ہے۔ اگر پہلے مسیح کا منکر جو اس مسیح سے شان میں بڑھ چڑھ کر نہ تھا۔ کافر ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس مسیح کا منکر جو پہلے مسیح سے شان میں بڑھ چڑھ کر ہے کافر نہ ہو۔ اگر ان خلفاء کا منکر جو مامور نہ ہوں۔ فاسق (یعنی کافر) قرار پاتا ہے۔ تو کیا اس خلیفہ کا منکر جو مامور بھی ہو۔ کافر قرار نہ پائے گا۔ کیا اگر مسیح موعود ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ (صف) کے مصداق کے طور پر رسول ہے۔ تو اس کا منکر کافر نہ ہو۔ ایں چہ بوالعجبی است۔

پس اے ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! غیر مبایعین بھائیو!! اگر تم نور ایمان کھو نہیں چکے۔ تو ان باتوں پر غور کرو۔ ورنہ اگر ہر دلعزیز بننے کی کوشش میں رہو گے۔ تو یاد رکھو کہ ہر دلعزیز منافق کہلاتا ہے۔ اور منافق کبھی سزا سے بچ نہیں سکتا:

وَمَا علینا الا البلاغ۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار

(چودھری محمد شریف مولوی فاضل)

عیسائی مشن

اپنی کہانی اپنی زبانی

قریباً ایک ماہ کا واقعہ ہے۔ کہ خاکسار پکہ اتما اسٹیشن سے بعزم گجرات سوا دو بجے رات کی گاڑی پر سوار ہوا۔ جس کمرہ میں خاکسار داخل ہوا۔ ایک پادری صاحب جو نسلاً تو ہندوستانی معلوم ہوتے تھے۔ مگر وضع قطع اور لباس وغیرہ میں یورپین بنے ہوئے تھے۔ چند مسلمانوں کے ساتھ نہایت جوش و خروش سے بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ پادری صاحب کے ساتھ ایک نوجوان لڑکا تھا۔ جس کو پادری صاحب مسلمانوں کے سامنے بار بار پیش کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ دیکھئے جناب؟ یہ آپ کا ہی بھائی ہے۔ والدین بھی فارغ البال ہیں۔ روپے پیسے کی کمی نہیں۔ اپنے والدین کا اکلوتا بچہ ہے۔ لیکن مسیح کی برکت سے تمام بندھنوں سے آزاد ہو گیا ہے۔ اور مسیح پر ایمان لا کر دنیا کے مال و دولت سے لاپرواہ ہو گیا ہے۔ اور یہ ایسی چیز تھی۔ جو ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکتی تھی۔ پہلے تو میں خاموش اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا لیکن جب میں نے دیکھا۔ کہ سادہ لوح بھائی عیسائیت کا اثر بے علم ہونے کے لحاظ سے قبول کر رہے ہیں۔ تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور پادری صاحب کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ اور عرض کی۔ کہ پادری صاحب! یہ صاحب جو مسلمان سے عیسائی ہوئے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی حاصل ہو گی۔ اگر میں ان کے ترک اسلام کی وجوہ دریافت کر سکوں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے آپ کے طفیل ہی سے ایمان نصیب ہو جائے۔

پادری صاحب! نہایت خوشی سے۔

خاکسار۔ برادرم۔ السلام علیکم

نو مسیحی۔ علیکم السلام

خاکسار۔ آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ اور میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ سے پادری صاحب کی اجازت سے ترک اسلام پر چند سوالات کرنے چاہتا ہوں۔ کیا آپ کو بتادلہ خیالات منظور ہے۔

نو مسیحی۔ میرا نام عبداللہ ہے۔ اور میں نے اسلام کو ترک کر کے عیسائیت کو قبول کیا ہے۔ اور اس تبدیلی مذہب کے متعلق میں اپنے پاس کافی دلائل رکھتا ہوں۔

خاکسار۔ آپ کے پاس سب سے بڑی دلیل کونسی ہے۔ جس کے سبب آپ نے اسلام کو ترک کر کے عیسائیت کو قبول کیا۔

عبداللہ۔ اہل اسلام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہماری نجات صرف اعمال کے ذریعہ نہ ہوگی۔ بلکہ خدا کا فضل بھی شامل حال ہوگا۔ جیساکہ مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ محمد صاحب نے فرمایا۔ کہ ہماری نجات صرف اعمال پر نہیں بلکہ اس کے فضل پر منحصر ہے۔ اب اعمال اور فضل دونوں چیزیں باہم متضاد اور متخالف ہیں۔ اگر صرف خدا کا فضل انسانی نجات کی تکمیل کے لئے کافی ہے۔ تو پھر اعمال کے بجالانے کی کیا ضرورت اور اگر اعمال کے ذریعے انسان کی نجات ہو سکتی ہے۔ تو فضل کے کیا معنی! لیکن اس کے خلاف انجیل ہمیں تعلیم دیتی ہے۔ کہ شریعت انسان کی تکمیل نجات کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ انسان شریعت پر پوری طرح عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کے تمام حکموں کو بجالا سکتا ہے۔ اس لئے مسیح نے آکر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھوڑایا۔ اور اپنی پیاری جان دیکر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ ایک اور بات کہنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دراصل اصل اسلام بھی شریعت کو انسانی نجات کی تکمیل کیلئے کافی نہیں سمجھتے۔ ورنہ پھر فضل کی کیا ضرورت تھی۔ اعمال دراصل شریعت ہی ہیں۔ کیونکہ شریعت مقام نجات کا راستہ ہے۔ اور اعمال اس راستہ پر ہدایت کے بموجب چلنا۔

خاکسار۔ میں نہایت خوش ہوں۔ کہ آپ نے وضاحت سے اپنے سوال کو پیش کیا۔ اب مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں اس کے متعلق زیادہ استفسار کروں۔ صرف جواباً عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ کا عقیدہ انجیل کے متعلق کیا ہے۔ کیا جو کچھ اس میں ہے وہ آج بھی ویسا ہی قابل عمل ہے۔ جیساکہ مسیح کی مصلوبیت سے پہلے تھا؟

عبداللہ۔ ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کہ جیسی انجیل یسوع کی مصلوبیت سے پہلے قابل عمل تھی۔ ویسی ہی آج ہے۔ اگر ہم یہ بات نہ مانیں۔ تو پھر انجیل کو محرف ماننا پڑتا ہے۔

خاکسار۔ شاید میرا مطلب آپ سمجھ گئے ہونگے۔

عبداللہ۔ وہ کیا؟

خاکسار۔ یعنی جب مسیح نے آپ کو آکر لعنتی شریعت سے چھوڑایا۔ اس سے پہلے آپ شریعت پر عمل کرتے تھے۔ ورنہ مسیح کا شریعت کی لعنت سے چھوڑانا کیا معنی رکھتا ہے۔

عبداللہ۔ ہاں مسیح کے مصلوب ہونے سے پہلے ہم شریعت پر چلتے تھے۔ اور عمل کرتے تھے۔ تبھی تو مسیح نے اپنی پیاری جان دیکر شریعت کی لعنت سے چھوڑایا۔

خاکسار۔ وہ شریعت کونسی تھی۔ جس پر آپ کو مسیح کی مصلوبیت سے پہلے چلایا گیا۔ اور اس کے احکام کس کتاب میں بیان ہوئے ہیں؟

عبداللہ۔ وہ کتاب انجیل ہے۔ اور اسی میں وہ احکام بیان کئے گئے ہیں۔ جن کو شریعت سے ہم موسوم کرتے ہیں مثلاً زنا نہ کر۔ جھوٹ نہ بول۔ پڑوسی سے نیک سلوک کر۔ مسافروں کی امداد کر وغیرہ یا اور اور ایسے احکام جو انسان کو نیکی کی طرف لاتے ہیں۔ اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ اسی ضابطہ کو ہم قوانین اناجیل یا شریعت کہتے ہیں۔

خاکسار۔ بہت اچھا۔ اب آپ کو جو یسوع پر ایمان لائے ہیں۔ یسوع نے شریعت کی لعنت سے آکر چھڑایا۔ جیساکہ آپ کا عقیدہ ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب چونکہ میں نے آپ کے گناہوں کے بدلے جان دے دی ہے۔ اور تم شریعت کی لعنت سے آزاد ہو گئے ہو۔ جب شریعت ہی نہیں رہی۔ اس لئے زنا کرو۔ جھوٹ بولو۔ غرض ہر ایک برا کام کرو۔ جو دنیا میں گند سے گندا ہے۔ تمہیں معاف ہے۔ کیونکہ میں نے تمہارے بدلے جان دیدی۔ ورنہ شریعت سے آزاد ہونے سے کیا مطلب۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ اناجیل صرف مسیح کے مصلوب ہونے تک تھی۔ کیونکہ اس وقت شریعت پر عمل ہوتا رہا۔ لیکن مسیح مصلوب ہو گیا۔ تو پھر انجیل بھی محرف مبدل ہو گئی۔ اور نا قابل عمل ہو گئی۔ اور شریعت انجیلی کو لعنت قرار دیا گیا۔ اب اس انجیل پر عمل کرنے کے کیا معنی۔ اب اس کے منسوخ ہونے میں کیا شبہ ہے۔

عبداللہ۔ بات تو آپ کی واقعی درست ہے۔ (پادری سے مخاطب ہو کر) آپ کے پاس کوئی اس کا معقول جواب ہے پادری۔ (مجھے مخاطب کر کے) شاہ صاحب! یہ ابھی بچے ہیں۔ یہ کیا جواب دیں۔ آپ اپنے سوالوں کو ذرا دُہرا دیں۔

خاکسار۔ میں کہتا ہوں۔ مسیح نے صلیب پر جان دیکر آپ کو شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ یعنی اُن قوانین سے آپ کو آزاد کیا گیا۔ جن کو شریعت کہتے ہیں۔ مثلاً زنا نہ کرنا۔ جھوٹ نہ بولنا وغیرہ۔ اب آپ آزاد ہونیکی صورت میں گویا یہی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ کہ شریعت سے آزاد ہو کر ان تمام چیزوں اور احکاموں کی خلاف ورزی کریں۔ جن کو شریعت کہا گیا ہے۔ ورنہ اگر عمل کریں گے تو پھر شریعت کے عامل ہونگے نہ کہ آزاد۔

پادری۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ شریعت سے آزاد ہو کر یہ فعل کریں۔ کیونکہ بُرے کام کرنا انسانیت کے مقام سے گری ہوئی بات ہے۔

خاکسار۔ (ہنسکر) پادری صاحب آپ پھر شریعت سے آزاد کس طرح ہوئے۔ یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر آپ شریعت کو لعنت سمجھیں گے۔ تو انجیل کو محرف اور مبدل ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جس شریعت پر آپ مسیح کی مصلوبیت تک عمل کرتے رہے۔ وہ اناجیل میں درج ہے۔ اب جس وقت مسیح نے اس شریعت کو ناکافی جان کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی جان دیدی۔ پھر اناجیل کی بیان کردہ شریعت منسوخ ہوگئی۔ اور تمام اناجیل میں جہاں جہاں شریعت بیان کی گئی ہے۔ منسوخ ہوگئی۔ کیا آپ کے خیال شریف میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ مصلوب ہونے تک تو شریعت رہی۔ جب مسیح نے لعنت جان کر شریعت کے مقابلے جان دی۔ پھر شریعت کے احکام جو اناجیل میں درج تھے۔ منسوخ نہ ہوئے۔

پادری۔ (لبوں پر ہاتھ رکھ کر) بیٹا عبداللہ! بات تو معقول ہے۔ مگر اس سے پہلے کبھی ایسی گفتگو نہیں ہوئی۔ اچھا شاہ صاحب میں آپ کو یہ جواب دیتا ہوں۔ کہ واقعی شریعت لعنت تھی۔ اور ہمیں اس سے آزاد کیا گیا۔

خاکسار۔ تو آپ نے تسلیم کر لیا۔ کہ اناجیل محرف اور مبدل اور بعض حصص ناقابل عمل ہوگئے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کا اعتراض بالکل درست ہے۔ کہ اناجیل محرف و مبدل ہیں۔

پادری۔ نہیں نہیں مجھے یاد نہیں رہا۔ غلطی سے کہہ گیا۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ کچھ ہمیں شریعت پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اور کچھ کفارہ پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ تب ہم نجات کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں۔

خاکسار۔ آپ تو گھبرا گئے ہیں۔ کبھی آپ ایک بات کا انکار کرتے ہیں۔ کبھی دوسری کا۔ آپ کو سمجھ کر بات کرنی چاہیئے۔

پادری۔ نہیں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ دیکھئے نا شاہ صاحب (اب پادری صاحب بن کر جواب دینے لگے ہیں) اگر ہم شریعت کو بالکل لعنت مان لیں۔ تو جب یسوع نے آکر ہمیں لعنتی شریعت سے چھڑایا۔ تو گویا اس کی یہی غرض تھی نا؟ کہ چونکہ پہلے لوگ شریعت پر عمل کر کے نجات نہ پا سکے۔ اس لئے مسیح نے جان دی۔ اور شریعت سے ہمیں آزاد کیا۔ گویا ہمیں شریعت پر عمل کرنیکو کوئی ضرورت نہیں۔ صرف کفارہ اور مسیح کی مصلوبیت ہماری نجات کا باعث ہے۔ اس صورت میں ہمیں مسیح کی ساری منادی کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ تمام اناجیل میں جو تعلیم دی گئی ہے۔ انکار کرتے ہوئے محرف اور ناقابل عمل تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ یہی ہے۔ کہ شریعت پر بھی عمل ہو اور مسیح کے مصلوب ہونے پر بھی۔ تب یہ دونو چیزیں انسان کی نجات کا باعث بن سکتی ہیں۔

خاکسار۔ آپ نے اپنا عقیدہ یعنی یہ کہ شریعت کا کچھ حصہ لعنتی ہے۔ وہ انجیل میں تو درج نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیجئے۔ کہ وہ کونسا حصہ ہے جس کو لعنت سے موسوم کیا گیا ہے۔

پادری۔ (گھبرا گئے اور بار بار پیشانی سے پسینہ پونچھتے تھے) آپ تو میرے پیچھے بڑی طرح پڑ گئے ہیں کہہ تو چکا ہوں۔ کہ ہم شریعت اور کفارہ دونوں پر ایمان لا کر نجات کی تکمیل مانتے ہیں۔

خاکسار۔ مگر یہ تو آپ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں متضاد اور متخالف ہیں۔ اگر شریعت پر عمل کرنے سے نجات حاصل نہیں ہوتی۔ تو شریعت واقعی لعنت ہے۔ اور اگر کفارہ پر صرف ایمان لانے سے نجات نہیں ہوتی۔ تو مسیح کی مصلوبیت پر ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ اگر دونوں چیزوں پر ایمان لایا جائے۔ تو یہ لعنت اور رحمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ آگ اور پانی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

عبداللہ۔ (جو خاموش تھا بول اٹھا) شاہ صاحب اب میں سمجھ گیا۔ کہ واقعی فضل ربی اور اعمال دونوں ملکر انسان کی نجات کا موجب بن سکتے ہیں۔ جس طرح کفارہ اور شریعت ملکر۔ ورنہ ہم لوگ کیوں اناجیل کو محرف نہیں مانتے۔ اور باوجود کفارہ پر ایمان لانے کے شریعت کے احکام جو اناجیل میں درج ہیں۔ تسلیم کرتے اور عمل کرتے ہیں۔ آپ نے بڑی دور اندیشی سے اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ مجھے اس کی سمجھ آگئی ہے۔ آپ تو فضل اور اعمال کو متضاد نہیں سمجھتے۔ بلکہ شاید آپ کا یہ خیال ہو۔ کہ اعمال انسان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور جو کمزوریاں بلحاظ بشری تقاضائے کے انسان میں پائی جاتی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ڈھانپ لیتا ہے۔ اور انسان کو نجات کے مقام تک لے جاتا ہے۔

پادری۔ (عبداللہ ہوش کرو) ابھی سے غداری ہونے لگی۔ کیا میں نے چھکے نہیں چھڑا دیئے۔

عبداللہ۔ چھکے چھڑانا بھی خوب کہا آپ نے؟ سانس تو سینے میں سماتا نہیں۔ لبوں پر خشکی اڑ رہی ہے اور فرماتے ہیں۔ کہ چھکے چھڑا دیئے۔

پادری۔ عبداللہ ابھی ہوش کرو۔ یہ شاہ صاحب صرف زبان کے چالاک ہیں۔ آئندہ کسی صحبت میں اسی مسئلہ کو پھر اٹھا رکھو۔

عبداللہ۔ میں نے بہت غلطی کی۔ جو بغیر سوچے سمجھے اسلام کو ترک کیا۔ آپ مجھے شاہ صاحب سے ملاتے رہیں۔ یا تو یہ عیسائی ہو جائیں گے۔ یا میں پھر آبائی مذہب قبول کر لوں گا۔

خاکسار۔ پادری اچھا۔ پھر شریعت کی لعنت سے آپ کس طرح چھوٹے۔

پادری۔ (غصے میں آکر کودنے لگے اور کہنے لگے) چھوٹے لعنت چھوٹے۔ کس طرح آپ نے بہت تنگ کیا مصیبت میں جان آگئی۔ اگر اسٹیشن آگیا۔ تو میں اتر جاؤں گا آپ میری شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ ذرا خاموش ہوتا ہوں۔ چھوٹے چھوٹے کہنے لگ جاتے ہیں

خاکسار۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ آپ نے جانا تو گجرات ہے اور اترنے کیلئے سانگلا بھی ابھی نہیں پہنچے۔ کہ آپ کو اترنے کی پڑ گئی۔ کیا آپ ہمارا نگلے اتر جائینگے۔ اور گجرات تک ہمیں آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔

پادری۔ کیوں کان کھاتے ہو۔ شرف حاصل نہ ہوگا خواہ مخواہ مذاق کرتے ہیں۔ غصہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بغیر سوچے سمجھے دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے کہا۔ چھلانگ نہ لگائیے ہم شاہ صاحب کو بند کر دیتے ہیں۔

پادری۔ آگے ہمارا سر دکھ رہا ہے۔ دوسرا میرا دماغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے کھا لیا ہے۔ میں یہاں ہی کھڑا رہوں گا۔ الغرض میں نے بہت منت سماجت کی۔ مگر پادری صاحب نے نہ ماننا تھا۔ نہ مانے۔ جب سانگلا آیا۔ اسٹیشن آیا۔ اتر پڑے۔ عبداللہ کو کہنے لگے۔ جلدی اترو۔ عبداللہ نے کہا۔ ٹکٹ گجرات کے ہیں۔ اور آپ نے سانگلا کو گجرات سمجھ لیا ہے۔ مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کہا برادم عبداللہ آپ کی یہ بات پادری صاحب کے لئے انوکھی نہیں۔ کیونکہ جب وہ شریعت کی لعنت سے چھوٹ پھر شریعت

- - - - - یہ کہنا نہ پایا تھا۔ کہ پادری صاحب بہادر بے تحاشا بیگ لیکر پلیٹ فارم پر سے اترنے لگے۔ خبر سے جانا تھا۔ پل پر سے اتر گئے دوسری طرف۔ اسٹیشن کا ملازم دیکھ رہا تھا۔ اس نے آواز دی۔ بھائی جی ٹکٹ دیتے جانا۔ پادری صاحب کو تو غصہ چڑھا ہوا تھا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ آتے ہی بیگ ملازم کے سر پر دے مارا۔ ملازم نے بھی کچھ دیر تو صبر کیا۔ آخر وہ گورنمنٹ برطانیہ کا ملازم تھا۔ اس نے بھی پادری صاحب کی رگوں پر دو تین گھونسے رسید کر دیئے۔ مگر پادری صاحب کا غصہ نہ اترا لوگ جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے دونوں کو چھڑا دیا۔ آخر عبداللہ مجھے اسلام و علیکم کہنا روا نہ ہو گیا اور جاتے ہوئے کہہ گیا۔ پھر انہی پادری صاحب سے آپکی گفتگو کراؤنگا۔ میں اب اسلام کا مطالعہ پھر دوبارہ ضرور کروں گا۔

عبداللہ اور پادری صاحب پانچ منٹ کے بعد میں نے دیکھے۔ گاڑی کے اگلے ڈبے میں سوار ہو رہے ہیں۔ کیونکہ جانا تو انہوں نے بھی گجرات ہی تھا۔ جو مسلم بھائی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہنس ہنس کر لوٹنے لگے۔ بعض کہنے لگے۔ چلو ابھی اس ڈبے میں چلیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اگلے اسٹیشن پر چلینگے۔

باقی پھر

سید عنایت حسین بخاری لائلپوری۔ غوث پوری

اخبارات کی سیر

امیران پنجاب کہاں ہیں؟

شریعت اسلام میں امیر کا عہدہ بڑا دقیع ہے جو بغرض انتظام اور رفع فساد مقرر ہے۔ آج صوبہ پنجاب میں اگر کوئی امیر شریعت ہے۔ تو کوئی امیر ملت اگر کوئی امیر احناف ہے تو کوئی امیر اہلحدیث۔ ان سب کی امارتوں پر اس وقت اعتراض کرنا ہمارا مقصود نہیں۔ بلکہ محض ان کے فرائض پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ صوبہ پنجاب کے رہنے والے اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ کہ جب سے پنجاب آباد ہوا۔ یا یوں کہیئے۔ جب سے مسلمان پنجاب میں آباد ہوئے اتنا اختلاف بلکہ شقاق بلکہ مخالفت بلکہ مشاتمت اور مصادم مسلمانوں میں کبھی نہیں ہوا ہو گا۔ کوئی فریق (احرار ہوں یا نیلی پوش ہوں) دوسرے سے امن میں نہیں۔ خفیہ خفیہ ہی نہیں بلکہ شائع عام ایک دوسرے کی توہین اور ہتک ہو رہی ہے۔ اس ہتک میں حاضرین ہی حصہ دار نہیں ہوتے بلکہ غیر حاضرین کے حق میں بھی مردہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ باوجود اس کے امیران پنجاب خاموش ہیں۔ سب سے بڑے امیر وہ صاحب ہیں جنہوں نے اپنی امارت کے متعلق ڈھنڈورہ پیٹا تھا۔ کہ مجھ کو سب فرقوں نے امیر ملت مان لیا ہے۔ معلوم نہیں وہ معزول کئے گئے یا خود منعزل ہو گئے ہیں۔ اس بزرگ سے ہماری مراد حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری ہیں۔ وہ اس فتنے میں کیوں خاموش ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر کے کام کا وقت کونسا ہوتا ہے۔ اب تو پانی سر سے بھی گزر گیا۔ مسلمانان لاہور خصوصاً اور ساکنان پنجاب عموماً منہ اوپر کو اٹھائے ہوئے "منتی نصر اللہ" کہہ رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ان کے آنسو بھی نہیں پونچھتے۔

(اہلحدیث)

آریہ اخبار پرتاب نے پیر صاحب کا ذکر خیر اس طرح کیا ہے۔

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کے اس تحریک سے نکل جانے سے جو جگہ خالی ہو گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ پیر فضل شاہ صاحب اسے پُر کر رہے ہیں۔ پیر جماعت علی تو پھر شہید گنج حاصل کرنے کے لئے تعویذ اور ٹوٹکے ضروری سمجھتے تھے پیر فضل شاہ ان سے بھی بے نیاز ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کچھ کرنے کرانے کی ضرورت نہیں۔ صرف دل میں خواہش کرو۔ اور شہید گنج مل جائیگا۔ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ جب مسلمانوں میں اس قدر عظیم الشان شخصیتیں ہوں۔ تو پھر دنیا کی کونسی طاقت ہے جو اُن کے مقابل ٹھہر سکے"!

"یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمانوں میں دماغ والے حضرات کی کمی ہے۔ دل والوں کی کمی نہیں مسلمان عوام اور لیڈروں کو جوش جلدی آجاتا ہے۔ لیکن عقل بڑی دیر بعد آتی ہے۔ شہید گنج کے تنازعہ کو ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ اس دوران میں جو کچھ ہوا وہ دنیا نے دیکھ لیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اکٹھے ہوتے رہے۔ نعرے لگتے رہے۔ گرفتاریاں ہوتی رہیں۔ لیکن کسی مقصد کے بغیر کسی کے روبرو کوئی پروگرام نہیں تھا۔ جدھر جی چاہتا اٹھ کھڑے ہوتے۔

بڑے سے بڑے مسلمانوں نے اس تحریک کے ساتھ اپنا ناطہ جوڑا۔ خلاتوں سے سجادہ۔ نشین اٹھ کر آئے اور سمگر ٹیٹ سے وزیر۔ لیکن جتنے زیادہ لیڈر اکٹھے ہوئے اتنی ہی زیادہ ابتری پھیلی۔ پہلے پیر جماعت علیشاہ زندہ باد تو اب پیر فضل شاہ زندہ باد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہونے لگا۔ والنٹیروں کو ہدایتیں ہونے لگیں کہ مولانا ظفر علی کو زیادہ زندہ باد کہو۔ اور سید حبیب کو کم۔ لیکن جہاں تک عملی پروگرام کا تعلق تھا۔ نعرے لگانے والے کورے کے کورے رہے۔" (پرتاپ لاہور)

حضرت پیر جماعت علی شاہ لاپتہ ہیں

کوئی چھ مہینے ہوئے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت پیر جماعت علی شاہ قبلہ حج کو تشریف لے گئے تھے۔ حج کبھی کا ہو چکا۔ مولانا داؤد غزنوی مولانا مظہر علی اظہر جن جن کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں تھی ہندوستان واپس آ گئے۔ اور کئی جلسوں میں تقریریں بھی کر چکے ہیں۔ لیکن پیر صاحب کا کوئی پتہ نہیں۔ اگر کسی بزرگوار کو پیر صاحب کا سراغ معلوم ہو۔ تو ازراہِ کرم مجلس اتحادِ ملت کو تار کے ذریعہ اطلاع دیں بلکہ اگر ممکن ہو۔ تو انہیں لاہور پہنچا دیں۔ کرایہ اتحاد ملت کے دفتر سے ادا کر دیا جائے گا۔ بلکہ حسبِ استطاعت کچھ روپیہ بطور انعام ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

ہاں اگر پیر صاحب نہ آنا چاہیں۔ تو ان کی خدمت میں عرض کر دیا جائے۔ کہ حضور لاہور کے مسلمان آپ کے فراق میں بے تاب ہیں۔ امارتِ ملیہ کی مسند خالی ہے۔ مجلسِ اتحادِ ملت کے ارکان ایک ایک کر کے اس سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔ پہلے سید حبیب صاحب الگ ہوئے۔ پھر کامریڈ یعنی ابو الحسن۔ اب سنا ہے۔ کہ کامریڈ شورش نے بھی استعفےٰ دے دیا ہے۔ خدا کے لئے جلد تشریف لائیے۔ اور امارت کے تختِ عظمت پر جلوس فرمائیے۔ ورنہ خدا جانے کیا ہو جائے گا؟ (از "احسان" ۱۲ر جون ۳۶ء)

مسلمانوں کے مشاغل

اتحاد ملت اور احرار کی جنگ نے عجیب صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ہر طرف نکل جاؤ۔ لوگ آستینیں چڑھائے مصالحت گجرات۔ ڈلہوزی شہید گنج ٹکٹ پر بحث کرتے نظر آئیں گے۔ ایک طرف نیلی پوش اتحادی۔ دوسری طرف سرخ پوش احراری۔ پہلے دلائل پھر گالیاں۔ اور گالیوں کے بعد گھونسے۔ اس نے اسے نوچا۔ اس نے اسے بھنبوڑا۔ بعض راہ گیروں کی سمجھ میں اور تو کچھ نہیں آتا۔ بس اتنا دکھائی دیتا ہے کہ سرخ اور سبز رنگ آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔

دو کاندار آمنے سامنے اپنی اپنی دو کانوں پر بیٹھے ہیں لیکن برابر تو تو میں میں ہو رہی ہے۔ ایک مولانا ظفر علی خان کو گالیاں دے رہا ہے۔ دوسرا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو صلواتیں سنا رہا ہے۔ ایک نے گز اٹھایا۔ دوسرے نے پنسیری دکھائی۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ ورنہ گز اور پنسیری کی جنگ ہو جاتی بزاز اور بقال آپس میں لڑ پڑتے۔ لٹھے اور آٹے میں لڑائی ہو جاتی۔ بوسکی اور چاول بھڑ جاتے۔

یہی نہیں۔ اس فتنہ نے باپ بیٹے بھائی بھائی شوہر اور بیوی میں کھنڈ ڈال رکھی ہے۔ باپ احرار کا حامی۔ بیٹا اتحاد ملت کا پرستار بحث کرتے وقت نہ باپ کو بیٹے کی جوانی کا خیال آتا ہے نہ بیٹے کو باپ کی بزرگی اعلائے کلمۃ الحق سے روکتی ہے۔ باپ کہتا ہے "ڈلہوزی" بیٹا کہتا ہے "شہید گنج"۔ ایک طرف سے آواز آتی ہے۔ "وہ دستاویز کیا ہوئی؟" دوسری طرف سے صدا بلند ہوتی ہے۔ "سکھوں سے روپیہ کس نے لیا؟" اب دونوں بہ یک وقت بولنے لگتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بالکل نہیں سنتے۔ "نابکار نکل جاؤ میرے گھر سے۔ میں نے تمہیں عاق کیا۔" دیکھئے ابا۔ میں اب تک آپ کا لحاظ کرتا رہا۔ اب آپ نے مولانا ظفر علی خان کی شان میں گستاخی کی۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ ہائے مار ڈالا۔ اچھا یونہی سہی۔ اور لے دوں ایک اور چراغ گل پگڑی غائب۔ عورتیں چیختی ہیں۔ محلے والے آ کے باپ بیٹے کو چھڑاتے ہیں۔

عورت دال پکاتی پکاتی کفگیر ہاتھ میں لئے شوہر پر لپکتی ہے۔ کہ ان مولوی صاحب کو جن کا وعظ ہم نے پارسال سنا تھا۔ تم نے برا کیوں کہا۔ اے اللہ وہ تو بڑی خوش الحانی سے قرآن پڑھتے ہیں۔ بڑے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ بھائی بھائی سے بگڑا ہوا ہے۔ کہ ارے تو تو احراری ہو گیا ہے۔ تو عیسائی ہو جاتا۔ تو مجھے اتنا قلق نہ ہوتا۔ غرض ہر طرف عجب طوفان برپا ہے لیڈر لوگ دیکھتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں۔ کہ شکر ہے قوم میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ مسلمان نوجوان حق و صداقت کی حمایت میں باپ کی داڑھی نوچنے کے لئے بھی تیار ہیں تحقیق یہی لوگ جنت میں جائیں گے۔

ان لڑنے والوں سے کوئی کہے۔ کہ بھائی خواہی نخواہی کیوں آپس میں لڑ رہے ہو۔ کونسلوں میں جائینگے لیڈر۔ ممبریاں حاصل کریں گے لیڈر۔ وزارتیں مرتب کرینگے لیڈر۔ تم یونہی جوتیاں چٹخاتے پھرو گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ لیڈروں کو لڑنے دو۔ اور خود تماشا دیکھو۔

(احسان)

موجودہ زمانے کے جلاوطن بادشاہوں کا حال

جسکو چاہی تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہی تو
جسکو چاہے تخت سے نیچے گرا دی کر کے خوار

گذشتہ بیس سال کے دوران میں دنیا کے کئی نامور تاجدار تخت و تاج سے محروم ہو کر جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ دنیا ان میں سے اکثر کو بالکل بھلا چکی ہے۔ لیکن حال ہی میں حبشہ کے شہنشاہ ہیل سلاسی کے زوال نے لوگوں کی توجہ جلا وطن بادشاہوں کے اس بدنصیب ٹولے کی طرف پھر مبذول کرا دی ہے۔

یہ بادشاہ اپنے اپنے مذاقِ طبیعت اور حالات کے مطابق مصیبت یا اطمینان کی زندگی بسر کر رہے ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں۔ جو اپنے زمانۂ اقتدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی یاد میں سرد آہیں بھرتے ہیں۔ اور اپنی پہلی شان و شوکت حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جو سلطنت کی اہم ذمہ داریوں کے مقابلے میں موجودہ آرام و سکون کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان سب میں سے اہم شخصیت

قیصر جرمنی کی ہے۔ یہ شخص جو کسی زمانہ میں جرمن کا مطلق العنان۔ فرمانروا تھا آج ہالینڈ کے ایک چھوٹے سے قصبہ ڈورن میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ اسے اپنے ساتھی بادشاہوں کی نسبت بہت زیادہ اطمینان حاصل ہے۔ اس کی عمر ۷۷ سال کی ہے۔ لیکن اس کا حوصلہ ابھی تک جوان ہے۔ زمانہ اقتدار میں لوگوں کی موت و حیات اس کے اختیار میں تھی۔ لیکن اب وہ اپنا سارا وقت اپنے قلعہ کے احاطہ کی لکڑیاں کاٹنے میں صرف کرتا ہے یا ان ملاقاتیوں کے ساتھ باتیں کرتے جو کسی نہ کسی طرح اس سے ملنے کی اجازت حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ اب اس میں گذشتہ شاہی زمانے کی نمود قائم نہیں۔ تاہم اس کی بیوی ابھی تک اپنے آپ کو ملکہ کے لقب سے پکارتی ہے۔ قیصر کے پاس بے اندازہ دولت ہے۔ جو مختلف ملکوں کے بنکوں میں جمع ہے جس کے ذریعے وہ اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

شاہ الفانسو فونٹین بلیو کے اُس مقام کے قریب جہاں نپولین اعظم نے اپنی خاص فوج کو الوداع کہی تھی۔ ایک ہوٹل میں سپین کا بادشاہ الفانسو مقیم ہے۔ وہ ابھی ۴۸ سال کا جوان آدمی ہے اور اپنی زندگی کو یاس و قنوط میں بسر کرنیکا عادی نہیں۔ اسے ابھی تک یقین ہے کہ وہ دوبارہ سپین کے تخت پر بیٹھے گا۔ سپین کی تاریخ میں نمایاں حصہ لے گا۔ وہ کافی دولت مند اور خوبصورت ہے اور اپنا زیادہ وقت پیرس اور لنڈن کے فیشن ایبل حلقے میں گذارتا ہے۔

شاہ بلگیریا غالباً تمام جلاوطن بادشاہوں میں سے بلگیریا کا بادشاہ فرڈی ننڈ فراغت اور اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے وہ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں اپنے بیٹے شاہ بورس کے حق میں تخت سے دست بردار ہوا تھا۔ اور اس زمانے سے آج تک نہایت فراغت کے ساتھ اپنے دن گذار رہا ہے۔ اس کی عمر ۷۶ سال کی ہے۔ اور اس کا سب سے دل پسند مشغلہ مطالعہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہی کے ایام میں بھی اس کی یہی خواہش تھی۔ کہ اسے شاہی جھمیلوں سے نجات حاصل ہو جائے۔ اور وہ سکون اور آرام سے دل کھول کر کتابوں کا مطالعہ کرے۔ حالات زمانہ نے اُسے یہ موقعہ خود بخود دے دیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر نہایت خوش ہے۔ اس کے پاس بے انتہا دولت ہے۔ جس سے لاکھوں پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے جس سے وہ نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

شاہ امان اللہ جلاوطن بادشاہوں میں سب سے زیادہ غیر مطمئن زندگی افغانستان کے سابق بادشاہ امیر امان اللہ خان کی ہے۔ جسے اس کی رعایا نے تخت و تاج سے معزول کر دیا ہے۔ وہ اب اٹلی میں ایک متمول لیکن نسبتاً گمنام آدمی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اپنی حالت پر سرد آہیں بھرتا رہتا ہے۔ اس کی بیگم ملکہ ثریا جو بہت حد تک اس کے زوال کے باعث اپنی ان مصیبت کے ایام میں ان کی رفیق ہے۔

شاہ سیام سیام کے بادشاہ پرجادیپک کی جلاوطنی کی داستان عجیب و غریب ہے۔ وہ انگلستان میں سیاحت کے لئے آیا ہوا تھا۔ کہ اسے خبر ملی۔ کہ اس کی پارلیمنٹ نے شاہی اختیارات کو محدود کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے یہ سُن کر تاردی۔ کہ میں تخت سے دست برداری قبول کروں گا۔ لیکن یہ برداشت نہیں کروں گا۔ کہ میرے اختیارات میں کسی قسم کی کمی کی جائے۔ بادشاہ کے اس فیصلہ کے پیش نظر سیام سے وزراء کا ایک وفد بھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گیا۔ تاکہ اس سے مل کر اسے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی ترغیب دے۔ لیکن بادشاہ نے ان کے مشورہ کو قبول نہ کیا۔ اور تخت سے دست بردار ہو گیا اب وہ لنڈن میں ایک عام شہری کی زندگی بسر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ہمسائے بھی محسوس نہیں کرتے کہ یہ شخص کسی زمانے میں بادشاہ تھا۔

شاہ آسٹریا شہزادہ آٹو جو آسٹریا اور ہنگری کے تختوں کا وارث ہے اپنے ملک سے جلاوطن ہے۔ لیکن اب آسٹریا کی حکومت نے شاہ پرستوں کی حمایت شروع کر دی ہے۔ ادھر ہنگری بھی اس امر کا خواہشمند ہے۔ کہ اس کا بادشاہ واپس آجائے۔ غالباً انہیں علامات کے پیش نظر شہزادہ آٹو کی تربیت بادشاہوں کے طریق پر کی جاتی ہے۔ جہاں وہ رہتا ہے۔ وہاں دربار کی تمام رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ اس وقت یورپ کے تمام سیاست دانوں کی نظریں آٹو پر لگی ہیں۔ کیونکہ اس کی آئندہ نقل و حرکت کا یورپ کی سیاسیات پر گہرا اثر ہونے کا خیال ہے۔

ملکہ سرویا ان تمام بادشاہوں میں شاہ میلان کی بیوہ ملکہ سرویا کی حالت نہایت ہی دردناک ہے۔ اسے دیکھ کر خدا کی قدرت یاد آجاتی ہے۔ وہ کئی سال سے نہایت افلاس اور غریبی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ اب پیرس کی خانقاہ میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی ہے۔ وہاں اسے روٹی مل جاتی ہے۔ بعض اوقات خانقاہ میں رہنے والے اسے "ملکہ" کے نام سے خطاب کرتے ہیں۔ تو یہ آواز اس کے دل میں تیر کی طرح لگتی ہے۔ اور وہ بے اختیار آنسو بھر لاتی ہے۔

شاہ حبش جلاوطن بادشاہوں کی اس فہرست میں حبشہ کے بادشاہ ہیل سلاسی کا اضافہ ہوا ہے۔ جسے اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی کی ہوس استعمار نے اپنے ملک سے بدر ہونے پر مجبور کیا۔ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخری دم تک اپنے ملک کی حفاظت کی۔ میدان جنگ میں خود جا کر فوجوں کی کمان کی۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ بارش کا موسم شروع ہونے کے ساتھ وہ اٹلی کی فوجوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن اٹلی نے زہریلی گیسیں استعمال کرنی شروع کر دیں۔ جن سے بچاؤ کا کوئی سامان اس کے پاس موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ملک کو خیرباد کہنے پر مجبور ہو گیا۔ (ماخوذ)

کتب فاروق بک ایجنسی

قرآن مجید بطرز تیسیر ما القرآن مترجم مجلد ۸ر
حمائل شریف معرا۔ نہایت خوشخط مجلد عہ
حمائل شریف مترجم۔ نہایت خوشخط مجلد ۴

حقیقۃ الوحی — حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف کتاب مجلد ۳ر

ازالہ اوہام ہر دو حصہ غیر مجلد عہ

قتل مرتد۔ از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے ..... عہ

آئینہ حق نما ۔ بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب ..... عہ

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد — مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے قیمت صرف ..... عہ

تحفۂ مسٹریان — مسٹری عبدالکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات۔ قیمت ۵ر

ہدایات زرین برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ ۵ر

بطالوی کا انجام — مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت۔ قیمت صرف ۴ر

چھوت کا بھوت — ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف قیمت ۰۲ر

خلافت محمودہ — مصلح موعودؓ اہریہ پیغام کا جواب ۸ر

مرقع ثنائی — مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار۔ قیمت صرف ۴ر

تجلیات رحمانیہ — مولوی ثناء اللہ امرت سری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب ۶ر

صادق کلمات — مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب ۴ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی — مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے۔ قیمت صرف ۴ر

التشریح الصحیح — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب۔ قیمت ۸ر

بحر حقیقت — غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب ۴ر

تنقید صحیح — فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف۔ قیمت ۸ر

مشین گن — ردّ آریہ میں لاجواب تصنیف ۴ر

ویدک توحید کا آئینہ — رد آریہ ۲ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱ر

دھرمپال کا کچا چٹھہ۔ رد آریہ ۱ر

ملنے کا پتہ۔ فاروق بک ایجنسی قادیان

مسوڑوں کا خون زہریلا سانپ ہے

پائیریا کی بیماری کی ابتداء مسوڑوں کے خون سے شروع ہوتی ہے۔ مسوڑوں میں ورم ہو جاتا ہے پیپ پڑ جاتی ہے۔ دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ دانت عمر سے پہلے منہ سے گر جاتے ہیں۔ تمام جسم کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔ انسان سینکڑوں امراض کا شکار بنا رہتا ہے۔ قوت ہاضمہ کمزور اور قوت مردانہ میں کمی آجاتی ہے۔

اس موذی مرض کو رفع کرنے کے لئے پائیرس پوڈر نمبر ۱ جو چالیس ادویات کا مرکب ہے۔ پائیرس پوڈر نمبر ۲ جو کشتہ شدہ ادویات کا مرکب ہے پائیرس لوشن جو مسوڑوں کو مضبوط کرنے اور تمام فاضلہ رطوبتوں کو ہذف کرنے پائیریا کے جراثیم کو ہلاک کرنے میں اکسیر ہے۔ استعمال کریں۔ ہر سہ کی مجموعی قیمت ۱۰ر عہ ہے

نوٹ۔ دائمی زکام۔ کھانسی۔ نزلہ سینہ کمزوری کی دوائی بلا قیمت دی جاتی ہے۔ صرف وی۔ پی کا خرچ ۴ر یا ۵ر ہوگا۔ ۲۱ روز کے لئے دوائی روانہ کر دی جاوے گی۔

خاکسار

فقیر احمد خان احمدی حکیم حاذق ماہر امراض
(دندان جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

ضروری اطلاع

جن خریداران نے فاروق کے وی پی واپس کئے اور جن کا چندہ ۳۰ر جون ۳۶ء کو ختم ہو چکا ہے اور جن کے ذمہ بقایا چلا آتا ہے۔ وہ براہ کرم اپنا اپنا چندہ معہ واپس کردہ محصول وی پی بذریعہ منی آرڈر یا معرفت محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان ارسال کر دیں۔ ورنہ ان کے نام مکرر وی پی ارسال ہونگے۔ یہ تیسری دفعہ اطلاع دی جاتی ہے (منیجر فاروق)